بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 27 مئی 2005ء بمطابق 18 ربیع الثانی 1426 ہجری بروز جمعہ بوقت صبح دس بجکر پچاس منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر الحاج جمال شاہ کاکڑ بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

مولانا عبدالمتین آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی o وَذَکَرَ اسۡمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی o بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا o

وَالۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی o صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ ط

(سورۃ الاعلیٰ آیت نمبر ١٤ تا ١٧)

ترجمہ: بامراد ہوگیا وہ شخص جو پاک ہوگیا۔ اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ بلکہ تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو مقدم رکھتے ہو۔ حالانکہ آخرت دنیا سے بہت زیادہ بہتر اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہے۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جمالی صاحب! چنگیزی صاحب تو پہنچ گئے ہیں میں نے وعدہ کیا تھا جعفر خان صاحب سے۔

میر جان محمد جمالی: جام صاحب سے بات کریں، جمالی تو دونوں ہیں کاکڑ آٹھ، دس ہیں اس اسمبلی میں۔

جناب اسپیکر: ok sorry۔

میر جان محمد جمالی: شکریہ! اب رونق چاہ جائیگا اسمبلی کا، مہربانی آپ کا اور معزز رکن کا مہربانی۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی و پارلیمانی امور): کیونکہ یہ پوائنٹ اس دن جعفر خان نے اٹھایا تھا تو ہم چنگیزی صاحب کو واپس welcome کرتے ہیں اور یہ آپ کی کاوشوں سے ہوا ہے آپ کی مہربانی جی۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: مہربانی، جی۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: اسمبلی کا جو اجلاس تھا اس میں محکمہ جنگلات بھی یہاں ایجنڈے میں دیا گیا ہے لیکن جنگلات کے حوالے سے نہ ہمارے پورے question آئے ہوئے ہیں نہ کوئی تحریک التواء بلکہ جنگلات کے حوالے سے میرے کچھ سوالات بھی تھے یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ اس کو کس خوشی میں ڈراپ کیا گیا ہے۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی و پارلیمانی امور): جناب اسپیکر صاحب! سردار صاحب کسی اور کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: میری سیٹ خراب ہے، میں ایڈووکیٹ جنرل کی سیٹ پر بیٹھا ہوں یہی سیٹ وہاں شفٹ کرینگے انشاءاللہ۔

جناب اسپیکر: ok، سردار صاحب! آپ کے مسئلے کو چیک کرتے ہیں آپ ذرا تشریف رکھیں جناب سلیم احمد کھوسو صاحب۔

محمد یونس چنگیزی (وزیر کھیل وثقافت): جی اجازت ہے اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: جی چنگیزی صاحب!

محمد یونس چنگیزی (وزیر کھیل وثقافت): جناب اسپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے آج مجھے اس ایوان میں دوبارہ بلایا میں اپنے دوستوں کا بھی بہت شکریہ ادا کرونگا کہ جنہوں نے میرا ساتھ دیا اور میرے مؤقف کو تھوڑا مضبوط کردیا میں آپ سب لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

Thank you very much.

جناب اسپیکر: مہربانی، سلیم احمد کھوسو صاحب!

سلیم احمد کھوسہ: اسپیکر صاحب! ایجوکیشن کا منسٹر موجود نہیں ہے تو کس سے ہم سوالات کریں؟

جناب اسپیکر: جی جمالی صاحب!

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی و پارلیمانی امور): میرے خیال میں اگر آپ تیس تاریخ کے لئے کردیں کیونکہ آپ کو بخوبی علم ہے کہ سارے وہاں پر گئے ہوئے ہیں اور میرے خیالمیں سب کی یہ

رائے میں نے لی ہے ابھی۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: جی زیارتوال صاحب۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! اس میں مسئلہ بنیادی طور پر یہ ہے کہ تیس تاریخ کو محکمہ صحت کے بھی questions ہیں جو کہ اہم ڈیپارٹمنٹ ہے آپ سے گزارش یہ ہے کہ اس کے لئے پھر ایک علیٰحدہ گھنٹہ مخصوص کرکے اس تاریخ کو پھر defer کردیں۔

جناب اسپیکر: جمالی صاحب! آپ کیا فرمائیں گے اس پر؟

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی و پارلیمانی امور): میری رائے یہ ہے کہ جس دن آپ چھٹی کررہے ہیں ایک مخصوص دن سوالات کے لئے رکھ دیں۔

جناب اسپیکر: یہ ممکن ہے کہ جیسے زیارتوال صاحب فرمارہے ہیں کہ تیس تاریخ چونکہ ایک کے لئے ہم نے رکھا ہے تو ایک گھنٹہ پہلے ایک کے لئے اور ایک گھنٹہ اس کے لئے۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی و پارلیمانی امور): ٹھیک ہے بالکل ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: تو آج کے جتنے بھی سوالات ہیں۔

644,647,636,638,651,772,803,805,904,906,918 یہ تمام سوالات تیس تاریخ کے اجلاس کیلئے مؤخر کیئے جاتے ہیں، سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں، جی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ ثمینہ سعید صاحبہ نے آج کے اجلاس میں شرکت سے معذوری کا اظہار کرتے ہوئے رخصت کی درخواست پیش کی ہے۔

جئے پرکاش اقلیتی امور کے منسٹر صاحب نے آج کے اجلاس میں شرکت نہ کرنے کی درخواست دی ہے۔

نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب ذاتی مصروفیات کی وجہ سے درخواست کی ہے کہ آج کے اجلاس میں وہ شرکت نہیں کرسکیں گے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ (رخصتیں منظور کی گئیں)

جناب اسپیکر رخصتیں منظور ہوئیں، جی۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر صاحب! مورخہ 24 تاریخ کو جب اجلاس ہوا تھا تو میں نے ایک تحریک التواء submit کی تھی جو سٹیلائٹ ٹاؤن کا جو واقعہ رونما ہوا تھا اس کے بارے میں تو already جناب اسپیکر صاحب! آپ پہلے مجھے سنیں پھر، تو میں نے آپ کے اس سے پوچھا ہے تو انہوں نے کہا کہ وہ منظور ہو چکی ہے۔ اس سے پہلے میں نے جمع کیا تھا وہ صرف 9 تاریخ کا واقعہ ہے اس میں already میرا نام تھا اس کے علاوہ یہ پروسیجر دیا ہے کہ یہ اگر ٹیبل ہوتی تو آج اگر وہی بات اس فلور پر بحیثیت اسپیکر یہ کہتے کہ وہ جو لاء اینڈ آرڈر سے متعلق تھا وہ مسئلہ تو بہتر تھا اس میں ہم ضم کرتے تو کم از کم یہ ٹیبل ہونا تو لازمی تھا وہ آپ پر depend کرتا ہے یا جو محرک تحریک التواء لاتا تو آپ اس کو request کرتے کہ اسی میں add کیا جائے۔

جناب اسپیکر: شاہ زمان صاحب اور میر جان محمد جمالی صاحب کی جو تیس تاریخ کے لئے تحریک التوا بحث کے لئے منظور ہوئی ہے اس میں یہ تمام لا اینڈ آرڈر کے جتنے بھی معاملات ہیں اس تحریک التوا میں زیر بحث ہونگے۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر صاحب! میں وہی کہہ رہا ہوں اس کو ٹیبل ہونے کے بعد اس کو کہتے تو بہتر طریقہ یہی ہوتا تھا۔

جناب اسپیکر: اچھا جی۔ مورخہ 21 رمئی 2005 کے اجلاس میں جناب شاہ زمان رند صاحب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 2 رولنگ کی بابت وضاحت کی جاتی ہے مذکورہ فنڈ کی بابت محکمہ پی اینڈ ڈی محکمہ اریگیشن متعلقہ ڈی سی او صاحب کے مابین خط و کتابت کے معائینے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ فنڈ میں تیکنیکی مالی سقم مانع ہے تاہم اس سلسلے میں پیدا شدہ بے جا غلط فہمیوں کو دور کرنے اور فنڈ کو بے جا استعمال کرنے کے سلسلے میں کسی نتیجہ خیز فیصلے پر پہنچنے کے لئے جناب شاہ زمان رند اور ڈی سی او بولان مورخہ 2 رجون کو صبح نو بجے میرے چیمبر میں تشریف لائیں لحاظہ تحریک نمٹائی جاتی ہے۔

شاہ زمان رند: جناب! اس کا جو آرٹیکل چھپا ہے وہ آپ کے ساتھ بھی ہے میں یہ نہیں سمجھتا کہ اس نے کیسے جام صاحب کے خلاف اور ایم ایم اے کے خلاف کیسے چھپا ہے پاکستان کے خلاف جو remarks اس بندے نے جو پاس کئے ہیں اس آرٹیکل میں وہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ قابل جرم ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ اس کا ذاتی فعل ہے۔

شاہ زمان رند: جناب وہ جو بیورو کریٹ ہیں صوبے کے وزیراعلیٰ کے اوپر اور پارٹیوں کے اوپر اس کے علاوہ صدر پاکستان اور پرائم منسٹر آف پاکستان کے خلاف ہے۔

جناب اسپیکر: شاہ زمان صاحب! سنیں یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے آپ کے معاملہ میں ہم نے اس کو بلایا ہے ادھر ہی بات ہوگی۔ جی پوائنٹ آف آرڈر۔

اختر حسین لانگو: جناب! یہ اچھا ہوا ہے کہ جمالی صاحب نے بھی اس بات کا اعتراف کرلیا ہے کہ ہمارے وزراء اور قائد ایوان اس وقت سب خاران میں ہیں وہ الیکشن کے سلسلے میں ہیں اسی حوالے سے جناب اسپیکر! ہماری کچھ ریزرویشن تھی میں اس اسمبلی کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ اپنی نشست سے بات کر رہے ہیں آپ چیک کریں؟

اختر حسین لانگو: sory جناب! اس حوالے سے جس طرح وزراء صاحبان اور منسٹر صاحبان وہاں پہنچے ہوئے ہیں اور جس طرح الیکشن پر اثر انداز ہو رہے ہیں اس میں میں آپ کو اس اسمبلی کے سامنے ایک دو مثالیں دینا چاہتا ہوں تمب جناب! خاران کی ایک چھوٹی سی دیہات ہے۔

جناب اسپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے؟ please آپ یہ بتا دیں یہ کیسے بنتا ہے۔

اختر حسین لانگو: جناب! میں call attention پر ہوں۔

جناب اسپیکر: جی جمالی صاحب بنتا ہے؟

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی و پارلیمانی امور): پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا ہے اگر یہ call attention دے دیں اور آپ ان کو اجازت دے دیں۔ وہ بات کرلیں۔

جناب اسپیکر: نہیں رولز کے متعلق بات کرو پھر ٹھیک ہے۔

اختر حسین لانگو: جناب! میں یہ اسمبلی کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جام صاحب نے وہاں گیس دینے کا اعلان کیا ہے حالانکہ خاران میں گیس نہیں ہے نوشکی میں گیس نہیں ہے وہاں تمب کے لوگوں کو کیسے گیس دیں گے جو پانچ سو کلو میٹر دور ہے۔ تمب کے لوگوں کو کیسے دے رہے ہیں تو یہ اچھی بات اگر وہ دیں۔

جناب اسپیکر: تو اچھی بات ہے وہ دیں۔

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! ٹی سی ایس کے ذریعے گیس بھجوائیں گے۔

جناب اسپیکر: جی جعفر خان صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: اگر جام صاحب دوسرے وعدے پورے کریں گے تو گیس بھی پہنچ جائے گی اگر دوسرے نہیں کیئے تو گیس بھی رہ جائے گی۔

اختر حسین لانگو: ٹی سی ایس کے ذریعے جام صاحب گیس بھجوائیں گے جب نوشکی تک پائپ لائن نہیں ہے وہاں ابھی تک گیس نہیں پہنچی ہے خاران میں کیسے پہنچے گی۔ اور خاران شہر کو جب گیس نہیں ہے تمب کو کیسے پہنچے گی۔

جناب اسپیکر: ہوسکتا ہے وہ سی این جی پلانٹ دینا چاہتا ہو۔ اس کا مقصد یہ ہو۔

اختر حسین لانگو: جناب! یہ کچھ انتقامی کارروائیاں ہیں اس میں جناب! کچھ اور مسائل ہیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

اختر حسین لانگو: جناب! وہاں سول ہسپتال میں دو ڈاکٹر ہیں خاران کے ان کو وہاں سے ٹرانسفر کیا گیا ہے وہاں سے ویٹرنری آفیسر بسیمہ کو وہاں سے ٹرانسفر کیا گیا ہے ایک نائب تحصیلدار کے گھر پر جہاں ہماری پارٹی کے قائدین کے لئے دعوت کی گئی تھی اس کو وہاں سے تبدیل کر کے گیلو صاحب نے اوایس ڈی بنا کر بٹھا دیا۔ اس کے آرڈر بھی ہمارے پاس موجود ہیں جناب اسپیکر! اس طرح کی انتقامی کارروائیوں سے گورنمنٹ الیکشن پر اثر انداز ہو رہی ہے یہ الیکشن کمیشن کی روح کی خلاف ورزی ہے۔

جناب اسپیکر: ok جی۔ جناب رحمت علی صاحب، جناب جان محمد بلیدی صاحب، جناب اکبر مینگل صاحب اور جناب اختر حسین لانگو صاحب میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ تحریک التوا نمبر 5 پیش کریں۔

مشترکہ تحریک التوا نمبر 5

محمد اکبر مینگل: ہم اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت تحریک التوا کا نوٹس دیتے ہیں۔ تحریک یہ ہے کہ گزشتہ مہینے کراچی میں بلوچ طلبا کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ملک کے خفیہ اداروں نے ڈاکٹر امداد بلوچ ڈاکٹر اللہ نظر اور ڈاکٹر نسیم سمیت سات بلوچ طلبا کو کراچی کے ایک فلیٹ واقع گلستان جوہر سے گرفتار کر کے نامعلوم جگہ پر منتقل کر دیا۔ اس گرفتاری کے خلاف بلوچ طلبا سمیت

بلوچستان کے قوم پرست اتحاد نے صدائے احتجاج بلند کر دیا عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائے گئے لیکن تاحال انہیں کسی بھی عدالت میں پیش نہیں کیا گیا جس سے صوبہ کے عوام میں یہ بے چینی فطری امر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان قوم پرست بلوچ طلبا کو اسد اللہ مینگل، نذیر عباسی اور حسن ناصر کی طرح شہید نہ کر دیا گیا ہو خفیہ اداروں کی کاروائیاں اور عدالتوں کی بے بسی سے بلوچ دشمن پالیسیوں کے تسلسل کی ایک کڑی نظر آ رہی ہے لہٰذا حالات کی سنگینی اور معاملات کے حقائق تک پہنچنے کے لئے ضروروی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب اسپیکر: مشترکہ تحریک التوا نمبر 5 پیش ہوئی آپ اس کی admissibility پر مختصر بولیں۔ میرے خیال میں وہ رہا ہوئے ہیں۔

محمد اکبر مینگل: ابھی تک رہا نہیں ہوئے ہیں تین ڈاکٹر اللہ نظر بلوچ اور اس کے بھائی رہا نہیں ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: میری معلوماتمیں وہ رہا ہوئے ہیں۔

محمد اکبر مینگل: ڈاکٹر امداد بلوچ صرف رہا ہوئے ہیں باقی تین ساتھی رہا نہیں ہوئے ہیں۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی و پارلیمانی امور): وہ بھی رہا ہو جائیں گے۔

جناب اسپیکر: آپ ذرا مختصر اس کی admissibility پر بات کریں۔

جناب اسپیکر: جی ok۔ جمالی صاحب! اس تحریک کے بارے میں ------

اختر حسین لانگو: جناب!

جناب اسپیکر: اِس میں آپ کا نام ہے؟ ہاں جی مختصر تقریر admissibility پر جی۔

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! ہمیں خدشہ یہ ہے کہ ایک چیز آپ نے اخباروں میں بھی پڑھی ہو گی ہم نے پریس کانفرنسز بھی کیں جلسے جلوس بھی کئے پریس کلب کے سامنے مظاہرے ہوئے اسمبلی کے سامنے مظاہرے ہوئے۔ جناب اسپیکر! یہ بندے کراچی میں گلستان جوہر کے علاقے میں ایک فلیٹ تھا وہاں سے گرفتار ہوئے تھے۔ لیکن جب ان کی گرفتاری show کی گئی ہے جناب اسپیکر! ڈیرہ غازی خان سے اور چوری کا الزام لگایا گیا اِن پر جبکہ ہم ان کے -----یہ on the record ہے کہ کراچی ہائی کورٹ میں اِن کے لئے درخواست بھی لگی ہے لیکن گرفتاری گورنمنٹ کہاں سے show کر رہی

ہے ڈیرہ غازی خان سے اور باقی جوان کے ڈاکٹر اللہ نذر اور اُس کے بھائی وغیرہ ہیں اُن کا ابھی تک گورنمنٹ یہ اعتراض ہی نہیں کر رہی ہے کہ یہ اُن کے پاس ہیں۔ جناب اسپیکر! اسی طرح اصغر بنگلزئی جس کو ڈگری کالج سریاب کے سامنے سے اُٹھایا گیا تھا آج تک تین سال گزرنے کے بعد عدالت میں بھی ہم نے بلوچستان ہائی کورٹ سے بھی ہم نے رجوع کیا تھا آج تک اُس کا کہیں اتا پتا نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی نازک مسئلہ ہے اس پر بحث کیا جائے کہیں ایسا نہ ہو جیسا کہ اکبر صاحب نے کہا کہ سردار عطاء اللہ مینگل صاحب کے صاحبزادے اسد مینگل صاحب کا جو واقعہ ہوا تھا اُس کو دوہرایا جائے اور ہمیں خطرہ ہے بلکہ ہمیں تشویش اس بات کی ہے کہ اِن دوستوں کو شاید شہید کر دیا گیا ہو اس لئے اُن کو منظرِ عام پر نہیں لایا جا رہا ہے۔

<u>جناب اسپیکر:</u> ok مہربانی۔

<u>اختر حسین لانگو:</u> جناب اسپیکر! یہ بہت ہی نازک مسئلہ ہے میرے خیال میں اس پر بحث کیا جائے اور اس میں اصغر بنگلزئی والا معاملہ بھی شامل کیا جائے کہ تین سال ہوئے اُس کے گھر والے در بدر پھر رہے ہیں ہائی کورٹ گئے اِدھر گئے اُدھر گئے اگر شہید ہوا ہے تو ہمیں بتا دیں تا کہ ہم اُس کے لئے فاتحہ خوانی کریں اگر زندہ ہے تو ہمیں بتا دیں تا کہ ہم اُس کے لئے انتظار کریں۔

<u>جناب اسپیکر:</u>ok۔عبدالرحمٰن جمالی صاحب!

<u>میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی و پارلیمانی امور):</u> سر! تحریک تو یہ لے آئے ہیں اب آپ کو بھی علم ہے ہم بھی اِس چیز میں دیکھ رہے ہیں کہ چار آدمی تو واپس آ گئے ہیں اسمیں ضرور تحقیقات ہو اس میں کہ اصل مسئلہ کیا ہے کیوں گرفتاریاں ہوئی ہیں۔ اور وجوہات کیا ہیں۔ ہمارے معزز ممبران کا یہ نکتہ ہے۔ مگر اب وہ جو پرانا لے جا رہے ہیں کہ جی اُس زمانے میں بھٹو صاحب کے زمانے میں جناب مینگل صاحب کے بیٹے اغواء ہوئے تھے اور شہید ہوئے تھے۔ وہ تو اب پرانی باتیں ہیں اور اُس کو میرے خیال میں دوہرانا بھی اتنا مناسب نہیں ہے جو ہونا تھا ہو گیا ہے۔ مگر اس معاملے میں میں عرض کروں گا کہ ضرور تحقیق ہو کہ وجوہات کیا ہیں اور میرے سے اگر ہوتے یہاں پر ہوم منسٹر تو وہ بہتر پوزیشن میں ہوتے اس کا جواب دیتے۔ اگر کورٹس میں مسئلہ چلا گیا ہے مطلب جیسے اُن کے کہنے کے مطابق۔۔۔

جناب اسپیکر: لیکن جمالی صاحب! یہ بلوچستان سے باہر کا مسئلہ ہے۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی و پارلیمانی امور): جی۔

جناب اسپیکر: اس چیز کو آپ دیکھیں بلوچستان سے باہر کا مسئلہ ہے سندھ یا پنجاب کا۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی و پارلیمانی امور): سر! یہ تو اب گرفتار ہیں اگر سندھ سے ہوئے ہیں تو۔۔۔ویسے کہیں سے بھی ہوں اسکا کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ ہے تو بلوچستانی وہ بھی۔ تو ہم یہ کہیں گے دیکھ لیں آپ اگر اسمیں مناسب ہو۔ اگر ہوم منسٹر آ جائے اور صحیح حقائق ایوان کے سامنے بیان کر لے تو وہ بہتر رہے گا۔ اس ٹائم تک اگر یہ تحریک اب ان کی فی الحال admit نہ کریں میں آپ سے یہی گزارش کروں گا۔ کہ وہ بہتر پوزیشن میں ہوں گے کیا ہوا ہے کیا نہیں ہوا ہے اگر ایوان کو وہ full details دے دیتے ہیں اور ہمارے بھائی قائل ہو جاتے ہیں تو ہم بھی اس مسئلے کا حل ہی چاہتے ہیں۔

اختر حسین لانگو: لیکن مسئلہ جناب اسپیکر! یہ ہے کہ ہم نے عدالت کے دروازے جیسا پہلے بھی میں نے کہا کھٹکھٹائے تھے لیکن عدالت کے سامنے اُنہوں نے refuse کیا ہے کہ ہمارے پاس نہیں ہیں گورنمنٹ آف سندھ نے۔ حالانکہ اُٹھایا گیا تھا کراچی کے علاقے سے اور دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر! کہ ہمارے ہوم منسٹر صاحب کے ساتھ اُن کا تعلق نہیں ہے لیکن اس مسئلے پر میں چاہتا ہوں کہ اگر بحث ہو جائے تا کہ جس طرح میں نے آپ کو بتا دیا اگر بنگلزئی والا معاملہ۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: ok۔ مشترکہ تحریک التوا نمبر 5۔۔۔۔۔(مداخلت) جی۔

اختر حسین لانگو: صرف ہمیں بتایا جائے کہ وہ لوگ کہاں پر ہیں باقی جیل قید عدالتیں کیسز یہ چلتے رہیں گے ہم اُن کی اُس کارروائی میں حصہ لیتے رہیں گے۔ لیکن ہمیں صرف بتایا جائے کہ وہ کہاں پر ہیں کس ادارے کے پاس ہیں تا کہ ہم اُس حساب سے اپنے۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: مہربانی۔ مشترکہ تحریک التوا نمبر 5 آیا بحث کے لئے منظور کیا جائے؟ جو اراکین بحث کے حق میں ہیں ہاتھ اُٹھائیں۔ ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات۔۔۔ آپ نے بھی اُٹھایا سارے۔

تحریک کو قاعدہ نمبر 75 کے تحت مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہوئی ہے۔ جو حق میں ہیں وہ ہاتھ اُٹھائیں۔ یہ سارے۔ ایک دو تین چار پانچ چھ سات آٹھ نو دس گیارہ بارہ۔ یہ تو۔

مشترکہ تحریک التواء نمبر پا5 بحث کے لئے منظور ہوئی اور دو جون کے اجلاس میں اس پر دو گھنٹے بحث ہو گی۔

<u>شاہ زمان رند</u>: جناب!

<u>جناب اسپیکر</u>: جی۔

<u>شاہ زمان رند</u>: تحریک التوا ہے جناب اسپیکر صاحب! first اجلاس سے ہی میں نے submit کروائی تھی وہ table ہو رہی ہے میں نے کہا اُس کے باوجود وہ بارہ اور تیرہ نمبر کی تحریک التوا ابھی بحث کے لئے منظور ہو چکی ہے لیکن میری جو تحریک التوا نمبر سات ہے وہ ایک بہت ہی ضروری تحریک التوا ہے میں سمجھتا ہوں وہ میرے علاقے میں جب تک میری تحریک التوا آئے گی وہ جو جس روڈ کے بارے میں ہے وہ ایسے نہیں روڈ ہی وہ جو ہے ٹھیکیدار اور وہ بیوروکریٹ ہڑپ ہی کریں اُس کے پیسے کھا جائیں۔تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے اب جناب اسپیکر صاحب! کیونکہ وہ بارہ تیرہ پچھلے اجلاسوں میں بھی منظور ہو چکی ہے already، ساتواں ابھی میری table ہو رہی ہے لیکن اسے آپ نے ابھی تک call نہیں کیا ہے جناب اسپیکر!

<u>جناب اسپیکر</u>: یہ سات نمبر پر ہے۔ابھی چونکہ یہ آج پھر بحث کے لئے منظور ہوئی تو اس کو پھر دیکھ لیتے ہیں آئندہ۔جناب عبدالرحیم۔۔۔۔(مداخلت) ٹھیک ہے۔جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب اپنی قرارداد نمبر 65 پیش کریں۔جی۔

<u>قرارداد نمبر65</u>

<u>عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ</u>: شکریہ جناب اسپیکر! قرارداد نمبر 65 یہ کہ رقبہ کے لحاظ سے ملک کے سب سے بڑا صوبہ بلوچستان کو آج تک (flood protection) فنڈ آبادی کی بنیاد پر مہیا کیا جاتا رہا ہے جس سے صوبہ کے ہزاروں میل پر محیط دریاؤں رندی نالوں کے کنارے زرعی اراضیات کا تحفظ ناممکن ہے۔نتیجتاً زرعی اراضیات میں مسلسل کمی واقع ہو رہی ہے لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ معروضی صورتحال اور زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے صوبہ بلوچستان کو مذکورہ فنڈ رقبہ کی بنیاد پر دیئے جائیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 65 پیش ہوئی۔ جی رحیم صاحب اسکی admissibility پر مختصر بات کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: شکریہ جناب اسپیکر! جو قرارداد میں لے آیا ہوں ایوان کے سامنے جناب اسپیکر! میں اپنی معروضات اس طریقے سے رکھوں گا جناب اسپیکر! ہمارے صوبے میں تقریباً 73 چھوٹے بڑے نالے ہیں جس میں سیلابی پانی بارہ ملین ایکڑ فٹ سے زیادہ ہے۔ جناب اسپیکر! یہ پانی جس پانی کے لئے پاکستان کا سب سے بڑا ڈیم تربیلا ڈیم ڈیزائن کیا گیا تھا وہ جناب اسپیکر! نو ملین ایکڑ فٹ کے لئے ڈیزائن ہے اور ہمارا یہ پانی تقریباً اُس سے چار ملین ایکڑ فٹ زیادہ ہے۔ اور جناب اسپیکر! ہم آپ بلکہ پورا ایوان یہ جانتے ہیں کہ ہمارے یعنی سندھ کمانڈ ایریا کو چھوڑ کے باقی تمام زرعی زمینیں انہی ندی نالیوں کے کنارے آباد ہیں اور وہیں سے ہم پانی لیتے ہیں اور اُنہی سے اُن کو سیراب کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! جو کچھ میں نے قرارداد میں کہا ہے وہ یہ ہے کہ اب سے پہلے جو ہماری زمین کا نیچرلز فنڈ تھا جناب اسپیکر! گزشتہ آٹھ سالوں کی خشک سالی کی وجہ سے وہ تقریباً تباہ ہو گیا ہے ایک معنی میں ختم ہو گیا ہے۔ ہمارے جنگلات کٹ گئے ہیں۔ اور ہماری زمین یا ہمارے پہاڑ ایک معنی میں ننگے ہو گئے ہیں۔ اور جناب اسپیکر! یہ erosion تقریباً 80-90 فیصد پچھلے سالوں کے مقابلے میں بڑھ گئی ہے تو اس صورتحال میں یہ erosion بڑھ جاتی ہے آپ کے پانی کا natural spongy ضائع ہو جاتا ہے سیلابی پانی اور بارش کے پانی کو رکنے کا natural ذریعہ خراب ہو جاتا ہے تو ہوتا یہ کہ وہی پانی ان واٹر شرٹ میں سے جب جاتا ہے اور پھر بڑے نالے کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو اس کے کنارے جو زمینیں آباد ہیں اس کو تباہ و برباد کر دیتا ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ مرکز میں ڈیپارٹمنٹ ہے فیڈرل فلڈ پروٹیکشن اور اس سے ہمارے صوبے کو سالانہ چند کروڑ روپے ملتے ہیں یعنی کہ تین یا چار کروڑ روپے تک جبکہ ان کے پاس اس فنڈ میں اربوں روپے ہوتے ہیں اور یہاں پر زیادتی کا وہی پرانا وطیرہ بنایا گیا وہ یہ کہ اس صوبے کو وہ پیسے آبادی کی بنیاد پر دے رہے ہیں جبکہ ہمارا یہ صوبہ اور اسکی اتنی بڑی آبادی اور اس کا اتنا زیادہ پانی بارہ ایکڑ فٹ سے بھی زیادہ پانی اور اس میں 73 چھوٹے بڑے نالے اور اس کے اتنا محدود فنڈ اس کے معنی یہ ہیں ہم ان زرعی زمینوں کو بچانے کے قابل نہیں ہیں ہماری صوبائی حکومت اس قابل نہیں تو اس بنیاد پر یہ قرارداد لے آیا ہوں کہ مرکز ہمارے صوبے کو اور خصوصاً اس کے رقبے کو مدنظر رکھتے ہوئے

اور ہماری زمین جو ندی نالوں کے کنارے آباد ہیں جس میں کٹاؤ ہو رہی ہے اس سلسلے میں ٹریژری بنچز اور اپوزیشن کے ساتھیوں سے گزارش ہے کہ قرارداد کو منظور کرتے ہوئے مرکز سے اس بنیاد پر کہ اتنا پانی اتنے بڑے basin جو ہمارے پاس ہیں 73 اور اس میں جو بڑے بڑے basin ہیں انکی فلڈ پروٹیکشن کے لئے ہمیں اس بنیاد پر فنڈ فراہم کریں۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد کو منظور کیا جائے؟ (قرارداد منظور ہوئی) سردار محمد اعظم موسیٰ خیل صاحب اپنی قرارداد نمبر 102 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 102

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ سال 1988 تا 2003 کے دوران محکمہ پی ٹی سی ایل لورالائی ڈویژن سے درجنوں ملازمین بمعہ پوسٹ پنجاب ٹرانسفر ہوئے ہیں جبکہ دوسری جانب محکمہ پی ٹی سی ایل میں مقامی افراد ملازمت حاصل کرنے سے محروم ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ محکمہ میں ڈیلی ویجز ملازمین عرصہ دراز سے خالی اسامیوں پر مستقل ہونے کے منتظر ہیں جس کی وجہ سے لورالائی کے عوام کے ساتھ انتہائی ناانصافی اور حق تلفی ہو رہی ہے۔لہٰذا محکمہ پی ٹی سی ایل لورالائی سے پوسٹ ٹرانسفر کرنے پر پابندی عائد کی جائے نیز ٹرانسفر پوسٹوں کو واپس محکمہ پی ٹی سی ایل لورالائی منتقل کرتے ہوئے ان پوسٹوں پر مقامی افراد کو بھرتی کرنے کے ساتھ ڈیلی ویجز پر ملازمت پذیر ملازمین کو بھی فوری مستقل کیا جائے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 102 پیش ہوئی میرے خیال میں اس پر رائے شماری کی جائے؟

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر میں اس پر کچھ بولنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! میرے پاس ایک لسٹ ہے جسمیں ناانصافیوں کے اور پنجاب کی بالادستی کے خدشات ہیں۔میں اس کو ایوان میں پیش کروں گا۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! میں اس میں ایک ترمیم لانا چاہتا ہوں؟

جناب اسپیکر: جی عبدالرحیم صاحب!

<u>عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ</u>: ہمارے صوبے کے پی ٹی سی ایل کے تمام ملازمین ان کی کال بھی آ گئی ہے ہڑتال پر ہیں اور انکا مطالبہ یہ ہے کہ گزشتہ گیارہ سال سے جو ملازمین ڈیلی ویجز پر کام کررہے ہیں ملک کے باقی تینوں صوبوں میں ان ملازمین کو مستقل کیا گیا ہے صرف ہمارے صوبے کے ملازمین کو مستقل نہیں کیا گیا یہ اچھی بات ہے سردار صاحب قرارداد لائے اس قرارداد کو اس ترمیم کے ساتھ وفاق کو بھیجا جائے کہ ہمارے صوبے کے پی ٹی سی ایل کے ڈیلی ویجز ملازمین کو بھی مستقل کیا جائے۔

<u>جناب اسپیکر</u>: زیارتوال صاحب آپ ترمیم تحریری طور پر سیکرٹری اسمبلی کو لکھ کر بھیج دیں اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ قرارداد کو عبدالرحیم زیارتوال کی ترمیم کے ساتھ منظور کیا جائے؟

(قرارداد ترمیم کے ساتھ منظور ہوئی) اختر حسین لانگو اور ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ میں سے کوئی بھی اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 111 پیش کریں۔

<u>مشترکہ قرارداد نمبر 111</u>

<u>اختر حسین لانگو</u>: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی ملازمتوں میں صوبہ کا مختص 5.3 کوٹہ پر عملدرآمد کرتے ہوئے نیشنل ہائی وے اتھارٹی جس کا 42 فیصد نیٹ ورک بلوچستان میں ہے کو پابند کیا جائے کہ گزشتہ 9 سالوں سے کنٹریکٹ پر ملازمت پذیر 11 انجینئروں کو مستقل کیا جائے۔

<u>جناب اسپیکر</u>: قرارداد نمبر 111 پیش ہوئی جی لانگو صاحب!

<u>اختر حسین لانگو</u>: جناب اسپیکر! اس وقت NHA کا سب سے بڑا پروجیکٹ ہے وہ قلات چمن روڈ اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا پروجیکٹ جو ٹینڈر رہوا ہے اس وقت چمن قلات روڈ کا ہے جناب اسپیکر! بجائے یہاں سے مزید انجینئرز بھرتی کرتے بلکہ 16 انجینئرز کو NHA سے نکالا گیا ہے جو کنٹریکٹ پر تھے۔

<u>جناب اسپیکر</u>: جی زیارتوال صاحب!

<u>عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ</u>: جناب اسپیکر! جو قرارداد میرے دوست لانگو صاحب اور ڈاکٹر شمع اسحاق صاحبہ لے آئی ہے جناب اسپیکر! اسمیں خصوصاً ہمارے صوبے میں NHA کی جو کارکردگی ہے وہ بالکل

صفر ہے وہ میں آپ کو بتاتا ہوں اس سال بارشوں کے دوران جو ہمیں مشکلات پیش آئیں NHA کے پاس اپنے روڈوں کو کھولنے کے لئے جیسا کہ ابھی دوست نے فرمایا قلات ٹو چمن اس ہائی وے کو کھولنے کے لئے ان کے پاس کوئی مشینری نہیں جیسا کہ یہاں پر لکھا گیا ہے کہ NHA کا بڑا حصہ یعنی 42 فیصد ہمارے پاس ہو کر گزرتا ہے تو اس کے لئے وفاق نے اب تک کوئی انتظام نہیں کیا ہے اور نہ ہی اس بنیاد پر ہمیں فنڈز فراہم کیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں جناب اسپیکر! پہلے بھی ایک قرارداد پیش کر چکے ہیں اور وہ منظور بھی ہو چکی ہے پچھلے سال انہوں نے جو روڈ بنائے ہیں میں ان کا نام لیتا ہوں یعنی کوئٹہ چمن ہائی وے پر سرانان سے چمن کی طرف جاتے ہوئے جو روڈ کا ٹکڑا انہوں نے بنایا ہے وہ اس طرح ختم ہو گیا ہے جیسا کہ کبھی یہاں روڈ بنا ہی نہ ہو اسی طرح جو کوژک والی روڈ بنائی گئی ہے وہ ایک قسم کا ختم ہو چکا ہے اور ژوب کو جاتے ہوئے کچلاک ٹو خنائی بابا اس پر ابھی کام جاری ہے آگے سے کام جاری ہے پیچھے سے یہ روڈ ختم ہوتی جا رہی ہے تو اس سلسلے میں آپ کی جانب سے ہاؤس کی جانب سے NHA کو وفاق سے سفارش کی جائے کہ یہاں جو NHA کی کارکردگی ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ ان کے پاس نہ بلڈوزرز ہیں اور نہ دوسری مشینری اور نہ ہی ان کے پاس معقول اسٹاف ہیں۔

جناب اسپیکر: زیارتوال صاحب! آپ جو فرما رہے ہیں اسی سے متعلق ایک اور قرارداد آرہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد کو منظور کیا جائے؟ (قرارداد منظور ہوئی)

جناب شاہ زمان رند صاحب اپنی قرارداد نمبر 113 پیش کریں۔

قرارداد نمبر 113

شاہ زمان رند: یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکوت سے رجوع کرے کہ جمہوریت اور جمہوری اداروں کو پروان چڑھانے کے پیش نظر قومی اسمبلی اور سینٹ کی طرز پر اس ایوان کی کارروائی بھی ٹیلی کاسٹ کیا کرے تاکہ اس ایوان کے منتخب نمائندے بھی سوالات، قرارداد، تحریک استحقاق اور تحریک التوا کے ذریعے اپنی کارکردگی سے اپنے حلقہ انتخاب کے عوام کو باخبر رکھنے کے ساتھ مطمئن رکھنے کا متحمل ہو سکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 113 پیش ہوئی۔ جی شاہ زمان صاحب اس کی admissibility

پر کچھ بولیں۔

شاہ زمان رند:شکریہ جناب اسپیکر صاحب! اسمبلیاں وہ ادارے ہیں جو میں سمجھتا ہوں آپ قومی اسمبلی کو لے لیں سینٹ کو لے لیں جو ہمارے پاکستان کا سب سے بڑا ادارہ ہے ہماری صوبائی اسمبلی سب سے بااختیار اور سب سے بڑا ادارہ ہے بلوچستان کا جناب اسپیکر صاحب! کیونکہ ہم منتخب نمائندے ہیں جب منتخب ہو کے آتے ہیں تو یہاں جو ہماری تقریر ٹیلی کاسٹ نہیں ہوتی ہے کیونکہ میں جو میڈیا کے علاوہ اخبارات میں جو کارروائی آتی ہے اس میں بھی تقریباً میں سمجھتا ہوں اگر سو پرسنٹ کی کارروائی ہوتی ہے اس میں تقریباً بیس پرسنٹ کارروائی نشر ہوتی ہے اس سے ہمارے لوگ تقریباً لاعلم رہتے ہیں کہ ہمارے منتخب نمائندوں نے اپنے حلقہ انتخاب کے لئے یا پورے صوبے کے لئے بلوچستان کے عوام کے لئے کیسے بل منظور کیے ہیں وہ ایسی بہت سی چیزیں اخباروں میں بھی نہیں آتی ہیں اور میڈیا میں جیسے سینٹ کی اور قومی اسمبلی کی آتی ہیں وہ نہیں آتیں جناب اسپیکر صاحب! اس سے یہ ہوگا کہ میں سمجھتا ہوں ایک تو منتخب نمائندوں کی کارکردگی اچھی ہوگی دوسرا اس کے علاوہ ہماری جو اسمبلی ہے اس کا بھی جو میں کہتا ہوں وقار ہوگا وہ زیادہ بلند ہوگا کیونکہ آج کل تو ہمارے ٹی وی کے جو چینلز ہیں پوری دنیا میں دیکھے جاتے ہیں پچاس یا ساٹھ ملکوں میں۔ تو پوری دنیا میں ہمارے منتخب نمائندوں کو ہماری اسمبلی کو ہماری کارکردگی کو اور ہمارے لوگ اپنے منتخب نمائندوں کی کارکردگی کو دیکھ سکیں گے اور اس کے علاوہ جناب اسپیکر صاحب! میں اس میں ایک اور تجویز ڈالتا ہوں کہ جس دن اب ہماری اسمبلی کا اجلاس پورے سال میں ستر دن ہوتے ہیں اب ستر دنوں کا جو اجلاس میں سمجھتا ہوں کہ اخبار والے میڈیا والے ان سے ہماری اسمبلی کی ایک request بھی ہے کہ وہ جو ستر دن ہوتے ہیں اس میں روزانہ ایک پرچہ اسمبلی کا ہو تمام اخبارات میں اس میں ہمارے اسمبلی کے ممبران باتیں کرینگے لوگوں کی بیروزگاری ہے یہاں پر ان کے جو کام ہیں اپنے علاقے کے حوالے سے یا صوبے کے حوالے سے کچھ قراردادیں جو منظور ہوگئی ہیں وفاق کو ہم اطلاع کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اہم چیز ہے اس کو پاس کیا جائے اور اس کیعلاوہ جناب اسپیکر! یہ جو میں کہہ رہا ہوں تمام اخبارات جتنے بھی ہیں اس کا ایک پرچہ جو اسمبلی کے ستر دن کی جو کارروائی ہوتی ہے الگ الگ ایک پرچہ کرے اس میں کاٹ کوٹ نہیں ہو اگر آپ اپنے چیمبر میں جو الفاظ حذف کرتے ہیں

وہ نہیں ہو باقی تمام کے تمام اسمبلی کے ممبران بولتے ہیں ان کو آنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: مہربانی۔سوال یہ ہے کہ قرارداد کو منظور کیا جائے؟ (قرارداد منظور ہوئی)

جناب جان محمد بلیدی صاحب اپنی قرارداد نمبر 117 پیش کریں۔محرک موجود نہیں ہے لہٰذا قرارداد غیر مؤثر ہوئی۔

مورخہ 21 رمئی 2005 کے اجلاس میں باضابطہ شدہ مشترکہ تحریک التوا نمبر 11 پر دو گھنٹے بحث۔میرے خیال میں انہوں نے ہڑتال ختم کی۔۔۔۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی و پارلیمانی امور): یہ جی ہڑتال وغیرہ آپ اور ہم چلے تھے ختم ہوگئی اب یہ غیر مؤثر ہے۔

جناب اسپیکر: اب اس پر بحث کی کیا ضرورت ہے؟

میر جان محمد جمالی: جناب اسپیکر صاحب! ہڑتالی دوستوں نے جس میں آپ بھی چلے تھے لیکن اسپیکر کو جانا ہوتا ہے تو اس کی حیثیت اور ہو جاتی ہے اس team کی پھر تو ابھی ہم نے حکومت وقت کو یہ accept کرانا ہے ان کی demand اور پھر ان کو سروسز بھی دلانی ہے ابھی اس stage کی بات کرنی ہے تو میں گزارش کرونگا کہ میر عبدالرحمٰن خان اس stage میں ہماری مدد کریں کہ ہم قائد ایوان سے۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں جمالی صاحب! اس میں آپ اور زیارتوال صاحب آپ لوگ Speech کریں جتنا بھی time لگے۔جی زیارتوال صاحب آپ شروع کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ: شکریہ جناب اسپیکر! یہ جو تحریک التوا بحث کیلئے منظور ہوئی تھی جمالی صاحب کا فرمانا ہے کہ تقریر کا شوق شاید نہیں ہے لیکن مسئلے مسائل ہمارے ہیں جناب اسپیکر! اس پر بات کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں اور گزارش کرتا ہوں کہ جمالی صاحب اس کے لئے ہمیں موقع دینگے جناب اسپیکر! بنیادی طور پر یہ مسئلہ بیروزگار انجینئرز کا ہے جناب اسپیکر! 1992 سے ہمارے صوبے میں کوئی بھی پوسٹ تخلیق نہیں ہوئی ہے گورنمنٹ نے پوسٹیں تخلیق نہیں کی ہیں اس وقت سے آج تک جو لوگ ہمارے انجینئرنگ کالجوں سے فارغ ہو کے آ رہے ہیں ان کو کھپانے کے لئے ان کو ملازمت دینے کی ذمہ داری بھی گورنمنٹ کی ہے جناب اسپیکر! اس میں گزارش یہ کرونگا کہ یہ جو ہماری حالت ہے اس میں

بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ کسی بھی گورنمنٹ کو کسی بھی مملکت کو کسی بھی صوبے کو بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی کی پیداوار بڑھ رہی ہے تو اس کے معنی ہے کہ روزگار کے مواقع پیدا ہونگے اور اگر پیداوار نہیں بڑھ رہی ہے یا پیداوار کے بڑھانے کے لئے حکومت نے کوشش نہیں کی ہے منصوبہ بندی نہیں کی ہے اس کے معنی ہونگے کہ بیروزگاری وہاں پھیلے گی اور ساتھ ساتھ مہنگائی بھی جناب اسپیکر! میں اس میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ جب سے آپ آئے ہیں اس اسمبلی میں custodian کی حیثیت سے اب تیسرا بجٹ آنے والا ہے دو بجٹ ہم پیش کر چکے ہیں اور بجٹ کے دوران بھی ہم یہ کہتے چلے آئے ہیں کہ اس بجٹ کے پیش ہونے کے بعد implementation کے بعد ہمیں کوئی یہ بتائے کہ اس سے پیداواری عمل کتنی بڑھیگی کس مد میں یعنی کس شعبے میں پیداوار میں کتنا اضافہ ہوگا جناب اسپیکر! جو کہ کوئی نہیں بتا سکا اور آج جو صورتحال ہے جناب اسپیکر! بیروزگاری کی میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو شعبہ ہے انجینئر نگ کا دنیا میں جناب اسپیکر! ڈویلپمنٹ countries نے انجینئرنگ شعبے کو بہت اہمیت دی ہے اور اس پر بہت بڑا خرچہ کر رہے ہیں اور یہ شعبہ ترقی کی راہ میں مددگار ثابت ہو رہا ہے جناب اسپیکر! تو جیسا کہ دنیا ہم سے بہت advance ہے بہت آگے جا چکی ہے اس advance دنیا میں جو اتنی آگے چلی گئی ہے انہوں نے اس کو اہم شعبہ قرار دیا ہے اس پر دنیا جہان کے پیسے خرچ کر رہے ہیں اور بہترین انجینئرز پیدا کر رہے ہیں اس کو لا رہے ہیں اور اس کے ذریعے سے پلاننگ منصوبہ بندی ڈیزائننگ کروا رہے ہیں لیکن جناب اسپیکر! یہاں پر صورتحال عجیب و غریب ہے وہ چھ ارب روپے یا آٹھ ارب روپے دیے گئے ہیں زراعت کے شعبے کو اب زراعت میں پہلے سے ڈیپارٹمنٹس میں موجود، میں لفظ استعمال کرونگا شاید کوئی برا مانیں کالی بھیڑیں jump کر کے زراعت میں پہنچ گئی ہیں deputation پر پوچھنا یہ چاہتے ہیں کہ why جب آپ کے پاس ہزاروں کے حساب سے بیروزگار گریجویٹس موجود ہیں تو بجائے اس کے کہ وہ deputation پر آئے لوگ ان کی بجائے ان کو روزگار دیتے وہ اس ڈیپارٹمنٹ کو چھوڑ کر چلانگ اور jump میں ماہر لوگ ایسی jump لگا دیتے ہیں کہ ہم اور آپ حیران رہ جاتے ہیں معجزہ سا ہو جاتا ہے کہ جناب! یہ کیسے پہنچ گیا ہے اس جگہے پر لیکن پہنچ جاتا ہے جناب اسپیکر! اور وہاں پر بھی ایک پوسٹ اپنے لئے ریزرو رکھتا ہے جناب اسپیکر! یہ پراجیکٹ چلتا رہے گا وہاں پر پوسٹ ریزرو ہوگی

کام ہو یا نہ ہو جناب اسپیکر! اگر یہ حالت ہو ڈیپارٹمنٹس کی اور اسطریقے سے وہ کرنا چاہے اور آپ کے پاس بیروزگار لوگ ہوں اور جوان لوگ ہو اور ان کو آپ موقع نہیں دینگے کیا جناب! یہ انصاف کے تقاضے ہیں کیا ہم اس کو اس طریقے سے چلا سکتے ہیں کیا بار بار ہم لوگوں کو انجینئرز کو روڈوں پر بیٹھا کے پریس کلب کے سامنے تیسری چھوٹی بھوک ہڑتال ہے تا دم مرگ پھر اس کو اٹھا لیتے ہیں جناب اسپیکر! وعدہ کیا گیا تھا ڈیپارٹمنٹ سے پوچھا گیا سب کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی پوسٹ نہیں ہے زرعی انجینئرنگ زراعت کے شعبے میں ہمارے پاس کتنی پوسٹ ہیں ابھی آپ پوچھ لیں چار ساڑھے چار ہزار کے قریب پوسٹ ہے اس کے ہوتے ہوئے جناب اسپیکر! انکار کر دیتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی پوسٹ نہیں ہے تو آپ کس کو لگائینگے گوادر کی باتیں ہو رہی ہیں کہ ڈویلپ کر رہے ہیں گوادر ہے اور گوادر میں یقیناً انجینئرز کی بیروزگار لوگوں کی ضرورت ہے وہاں اس کو کھپائینگے ان کو روزگار دینگے لیکن نہیں جناب اسپیکر! اب کیا میرین کی کورس جن انجینئرز نے نہیں کی ہے آپ ٹیسٹ رکھیں امتحان لیں جتنے میرین انجینئرز کی آپ کو ضرورت ہے چھ مہینے کی بات ہوگی چھ مہینے میں وہ subject کو پڑھ لینگے میرین انجینئر بن جائینگے وہاں پر ان کو روزگار مل جائیگا زراعت میں ان کو روزگار مل جائیگا پی ایچ ای میں جناب اسپیکر! پچھلے کتنے سالوں سے آپ پوچھ لیں سی اینڈ ڈبلیو میں آپ پوچھ لیں اور اس کے ساتھ ساتھ اریگیشن میں آپ پوچھ لیں کہ کتنے لوگ کن پوسٹوں کے against کام کر رہے ہیں ہم نے یہاں سوال کیا تھا اس کا جواب آ بھی گیا ہے آپ بھی شاید اس کو پڑھ چکے ہیں کہ ایک آدمی گزشتہ دس سال سے سب انجینئر کی حیثیت سے ایس ڈی او کی پوسٹ پر کام کر رہا ہے نہ اس کو پروموشن دے رہے ہیں نہ اس سیٹ کو خالی کر رہے ہیں حالت یہ ہوگئی ہے آپ مانگے جناب اسپیکر! اس سال کی جو آپ کی پی ایس ڈی پی ہے ریوائزڈ پی ایس ڈی پی آپ ہم سب بیٹھے ہیں جناب اسپیکر! ہمیں بتایا جائے کہ اس پی ایس ڈی پی کا تیرہ ارب جس کو ریوائز کر کے کم کر کے اس کو آٹھ ساڑھے آٹھ ارب پہلے آئے ہیں ساڑھے آٹھ ارب میں اس سال یہ صوبہ کتنا خرچ کر سکے گا جناب اسپیکر! ہمارے اور آپ کے لئے یعنی فکر کی بات تو یہ ہے کہ اس سال آپ نے کتنے پیسے خرچ کیے ہیں جو آپ نے رکھے تھے اگر آپ نے نہیں کیے ہیں تو یہ ذمہ واری کس کی تھی اور یہ پیسے جن ڈیپارٹمنٹس کو دیے جا رہے ہیں یا ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہیں جناب اسپیکر! ان

ڈیپارٹمنٹ سے آج تک آپ کو تین تین مہینے کے بعد ایک پی سی ون اسٹیمیٹ تیار کرنے میں تین تین چار چار مہینے لگ جاتے ہیں آپ کو موصول نہیں ہوتے ہیں جب آپ پوچھتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عملہ نہیں ہے جب یہاں سے وزیر اعلیٰ اس کو لکھ کر دیدیتا ہے اتنی غیر موصولیتسے وہاں سے جواب آجاتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی پوسٹ نہیں ہے جب خزانے کو کہتے ہیں خزانہ کہتا ہے کہ ہماری اس چیز کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہاں دعوے یہ کیے جاتے ہیں جناب اسپیکر! کہ اس دور میں ہمارے جنرل صاحب ہمارے صوبے کو بہت زیادہ فنڈز دے رہے ہیں پیسے دے رہے ہیں لیکن کن مدات میں کونسے فنڈ جناب اسپیکر! تیرہ ارب کی کتنی پی ایس ڈی پی ہوگی جناب اسپیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں یعنی پتنگ بازی کے میلے میں پاکستان کے سب سے اچھے پریس اخبار میں جنگ اخبار میں آچکا ہے کہ اس دن لاہور میں تیرہ ارب کی پتنگ خریدے گئے میلے کے دوران تیرہ ارب روپے خرچ ہوگئے جناب اسپیکر! وہاں ایک میلے میں تیرہ ارب روپے خرچ ہوتے ہیں ہمارے صوبے کی پوری پی ایس ڈی پی تیرہ ارب تھی جس کو ریوائز کرکے آٹھ ارب روپے پر لے آئے آٹھ ارب روپے پھر ہماری صلاحیت کیا ہے کتنا ہم خرچ کرسکتے ہیں یہ بھی آپ کے سامنے ہیں جناب اسپیکر! تو اس صورتحال میں میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ اس صوبے میں اس وقت جو صورتحال ہے یہ بدترین صورتحال ہے جناب اسپیکر! یہاں پر کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے۔ اور اس طریقے سے ہمارے لوگ بیروزگار ہیں اور بیروزگار ہوتے جائینگے جناب اسپیکر! اور اس سلسلے میں جب ہم اپنی پیداوار کو نہیں بڑھا سکے ہیں تو نان ڈویلپمنٹ کا خرچہ ہمارے بجٹ میں بڑھتا جائیگا اور ڈویلپمنٹ کے لئے ہمیں کچھ نہیں بچے گا اور اس کے لئے جناب! کسی کے پاس کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے کوئی صنعت ہم نہیں لگا سکے ہیں ہمارے پاس فروٹ کے بہترین باغات ہیں اس کے جوس ہم نہیں نکال سکے ہیں جوس کی صنعت نہیں لگا سکے ہیں کچھ بھی جناب اسپیکر! ہمارا یہ صوبہ حب کو چھوڑ کے پورے صوبے میں ایک بھی صنعتی یونٹ ہے ہمیں بتا دیں تو یہ بیروزگار لوگ کہاں جائینگے بیروزگار ڈاکٹر کہاں جائینگے بیروزگار گریجویٹس کہاں جائینگے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں آپ کتنے لوگوں کو کھپا سکیں گے اور اس کے علاوہ آپ کے پاس کیا رہ جاتا ہے جناب اسپیکر! تو اس میں گزارش یہ ہے گورنمنٹ سے ٹریژری بنچز سے اور اپوزیشن کے دوستوں سے کہ اس صوبے کے ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان

مدات میں جناب اسپیکر! جس سے پیداوار بڑھتی ہو بجٹ بناتے وقت ہمارے دانشوروں کو ہمارے جو ٹیکنیکل لوگ ہیں ان کو مدنظر رکھے میری رائے کو مدنظر نہ رکھے اس رائے کو مدنظر رکھے کہ جو کام ہم کر رہے ہیں اس کے نتیجے میں پیداوار کتنی بڑھ سکتی ہے کتنی بڑھ جائیگی اس کو مدنظر رکھ کے صوبے میں منصوبہ بندی کی جائے اور اس بنیاد پر جب آپ کرینگے تو جناب اسپیکر! اپنے لوگوں کو بھی آپ کے پاس رکھیں گے اور ان کے لئے روزگار بھی مل جائینگے تو میں اس ہاؤس کے توسط سے جناب اسپیکر! جو تحریک التوا ہم لے آئے ہیں بیروزگار گریجویٹس کی یا صوبے میں جتنے بھی بیروزگار تعلیم یافتہ ایک معنی میں ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کے جو لوگ ہیں ان کو روزگار دینے کے لئے ہمارے پاس یہی وہ ہے جناب اسپیکر تو ان کو روزگار دینے کے لئے اس تحریک التوا کو قرارداد کی شکل دے کے صوبائی حکومت کو پیش کیا جائے اور صوبائی حکومت سے یہ سفارش کی جائے کہ ان لوگوں کو بھی اور دیگر کو بھی روزگار فراہم کرنے کی ضمانت دی جائے اور ساتھ ساتھ جناب اسپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ پیداوار کو بڑھانے کے لئے ہمارے ٹیکنیکل لوگ ٹریژری بنچز خصوصاً اس پر توجہ دیں کہ ہمارا جو آنے والا بجٹ ہے وہ صرف اور صرف اس بنیاد پر ہو اس کرائٹیریا کے تحت ہو اس معیار کے تحت ہو جناب اسپیکر! کہ ہم کسی کو یہ بتا سکیں دنیا کو بھی اور اپنے لوگوں کو بھی اس بجٹ کے implementation سے پیداوار میں اتنا اضافہ ہوگا اور اس کے ذریعے سے بیروزگاری ختم ہوجائیگی اور مہنگائی ختم ہوجائیگی۔ شکریہ!

<u>جناب اسپیکر</u>: مہربانی۔ جان محمد جمالی صاحب!

<u>میر جان محمد جمالی</u>: جناب اسپیکر! میں گزارش یہ کرونگا کہ اسوقت یہ جو سیکٹر ہمارا On employed گریجویٹس جس میں ٹیکنیکل گریجویٹس بھی ہیں جس میں میڈیکل ہونگے انجینئرز ہونگے نارمل گریجویٹس ہونگے ایگریکلچرل کے ہونگے اسی طرح یہ لوگ ہمارے ہیومن ریسورس میں آجاتے ہیں جناب اسپیکر! اور ہمارا بلوچستان میں جو تجربہ یہ بتاتا ہے تھوڑا پچھلے ادوار کا میں ذکر کرونگا نواب اکبر خان بگٹی وزیراعلیٰ تھے ایگریکلچر انجینئرز کو اس وقت سعید ہاشمی صاحب وزیر زراعت تھے پھر تاج محمد جمالی صاحب آئے انہوں نے کہا کہ 1990 تک جتنے انجینئرز ہیں ان کو تو ایڈجسٹ کرے یہ ایسے مارے مارے پھیرتے ہیں ظاہر ہے انہوں نے قرضہ لیا ہوا ہے ابھی ان کے والدین ان کو دیکھنا بھی نہیں چاہتے ہیں گھروں میں

کہ جولکھا پڑھا ہوا ور پھر گریجویٹ ہو وہ تو ٹریکٹر چلانے کے قابل بھی نہیں ہے پک اَپ بھی نہیں چلانا چاہتا
وہ پڑھا لکھا ہو جاتا ہے تو انہوں نے نواب محمد اسلم رئیسانی ابھی موجود نہیں ہیں لیکن اس وقت وزیر خزانہ
تھے اور میں وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی تھا تو ہم نے ایک سو سے زیادہ انجینئرز ایڈجسٹ کیے ٹیسٹ وغیرہ
لیے ان کے آرڈر آف میرٹ ضرور بنایا لیکن اس وقت سب کو ایڈجسٹ کیا اب صوبے کا ڈپٹی چیئر مین
پلاننگ کمیشن پاکستان آتے ہیں اسلام آباد سے جو ہماری زبان میں کہتے ہیں توبہ توبہ کر کے گئے یہاں
سے جو حشر نشر ہے یہاں پر اجیکٹس کا آپ قلعہ سیف اللہ جائینگے اپنی سرکاری گاڑی میں تو آپ کو پانچ چھ
لینڈ کروزرز نظر آ جائینگی آتی جاتی راہ داری والی۔ آپ پوچھیں گے کہ یہ کون تھے کہیں گے جی یہ ٹھیکیدار ہے
جو اشارہ میں دے رہا ہوں آپ سمجھ رہے ہیں اس سے اچھا ہے کیوں نہ اپنے ہم ہیومن ریسورس پر
انویسٹ کریں ان نوجوانوں کو ایڈجسٹ کریں اور ایک اس اسمبلی کے توسط سے اس میں ٹریژری بنچز کو بھی
اور اپوزیشن والے کو بھی اکھٹے ایک مشترکہ قرارداد صرف اپنے صوبے کے لئے نہیں بجٹ میں ان کی
نوکریاں ڈالنے کے لئے نہیں اسلام آباد کو بھی message دینے کے لئے جانا پڑیگا کہ یہ اسپیشل کمیٹی
ہے ہماری جتنی نوکریاں نکل رہی ہیں وہ آ رہی ہیں کوٹہ والی بات تھی آپ کi قرارداد میں تو وہ ہمارے ان
نوجوانوں کو ایڈجسٹ کیا جائے 1973 سے جو آئین لاگو ہے جس میں سردار یار محمد رند کو جس کمیٹی میں
ڈالا گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کی رپورٹ ادھر منگوائی جائے کہ بلوچستان کو اپنے حصے کا کتنا شیئر ملا ہے
وہ ہر وقت یہ جواب دیتے ہیں کہ آپ کے لوگ میرٹ پر نہیں آتے ہیں بھئی میرٹ پر کیسے آئینگے 1857
کی جنگ میں تو آپ نے جلدی ہتھیار ڈال دیے تھے یونیورسٹی آپ کے ہاں جلدی بن گئی ایک سو سال
سے زیادہ یونیورسٹی ہو گئی ہے پنجاب کی تو ہمارا بچہ اس کے ساتھ کیسا کم competition میں آ سکتا ہے
ہماری competition بلوچستان کے بچوں میں ہونا چاہیے اور ہر حالت میں لازمی ان بچوں کو یہاں
سروسز دی جائے ہمارا اور پنجاب کا پیمانہ علیحدہ کیا جائے ہمارا صوبہ تو 1969 میں بنا ہے ہماری یونیورسٹی کو
بنے ہوئے 35 سال نہیں ہوئے ہیں آپ ان چیزوں کو سامنے رکھیں گوادر ہو میرین یونیورسٹی ہو آئی ٹی
یونیورسٹی کا اس دن آپ کے سامنے ذکر ہو رہا تھا کہ باہر سے لوگ امپورٹ کیے جا رہے ہیں لوگ بھئی
جیسے بھی ہیں اچھے ہیں یا برے ہیں یہی بلوچستان کے لوگ ہیں ہم وارث ہیں اپنے مستقبل کا ہمیں

آؤٹ سائیڈر نہیں چاہیے ہمیں خود فیصلہ کرنا ہے سروسز کے لحاظ سے اپنے بچوں کے لئے (ڈیسک بجائے گئے) تو اس لحاظ سے رحمٰن خان اس وقت موجود ہیں ایک سپیشل یہاں پر کمیٹی بنوائے اسمبلی جو اس وقت بجٹ میں ان بچوں کے لئے نوجوانوں کے لئے جو میرے اور آپ کے بچے ہیں ان کے لئے روزگار پیدا کرے ان کے ٹیسٹ لیں پبلک سروس کمیشن کے چکر میں مت ڈالیں ان کو ان کی میرٹ بنادیں جتنی سیٹیں خالی ہیں میرٹ پر ان کو ایڈجسٹ کردیں جو رہ گئے ان کو waiting لسٹ میں ڈالیں جیسے سیٹیں خالی ہوتی ہیں ان کو پہلے ڈالتے جائے اور عمر کا بھی بہت عجیب ہے میں جب وزیراعلیٰ تھا میں نے 35 سال کی عمر تک گنجائش دیدی تھی۔کابینہ کی اجازت سے ابھی بھی میں چاہونگا کہ وزیراعلیٰ 35 سال تک کی عمر تک ان بچوں کو اجازت دیں بچے تو نہیں ہیں بڑے ہوگئے ہیں بیچارے۔بیروزگاری کی وجہ سے تو ان کو راستہ نہیں مل رہا ہے ان کو والدین گھر میں نہیں چھوڑتے ہیں کبھی وہ بازار میں جاتے ہیں خالی جیب پھر رہے ہوتے ہیں آدھے سے زیادہ تو سوچتے ہیں کہ ہم خودکشیکریں آدھے کہتے ہیں کہ ہم واردات کریں تو یہ سارے جو factors ہیں جناب اسپیکر! ان کو لانا ہے اور یہ جو ہمیں ڈویلپمنٹ فوکس ہے بلوچستان کی ڈویلپمنٹ وہ اسلام آباد ڈویلپمنٹ کرا رہا ہے اب تو صوبائی ڈویلپمنٹ معذرت کے ساتھ کمیشنوں کی نظر ہے وہ کمیشن ادھر کھلانے کے بجائے ان بچوں کو دیں نوکریاں ان کو تنخواہیں دیں عملی چیزیں ہیں یہ میری گزارش ہے کہ اس کو سپورٹ کرنا چاہیے اسپیشل کمیٹی بنائی جائے اور بجٹ میں اسپیشلی بچوں کو اہمیت دینی چاہیے۔thank you

<u>جناب اسپیکر</u>: مہربانی۔

<u>شاہ زمان رند</u>: جناب اسپیکر! میں اس پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔ایک ضروری بات اس میں جو پبلک سروس کمیشن سے جناب اسپیکر صاحب! بائیس لوگوں نے ٹیسٹ پاس کیا تھا پبلک سروس کمیشن نے اناؤنس کی تھی سترہ پوسٹ ان کے لئے بعد میں جب بائیس لڑکوں نے جب کلیئر کیا تو انہوں نے کیا کیا اب ان کو کہتے ہیں کہ ہمارے پاس خالی پوسٹ تین ہیں اب پبلک سروس کمیشن جیسا بڑا ادارہ اگر وہ سترہ پوسٹ اناؤنس کرتا ہے اس کے بعد تین کو دیتا ہے یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا جناب اسپیکر صاحب! یہ میرے ساتھ کاپی ہے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں اس وقت دس لوگ اٹیچمنٹ میں ہیں پروموشن ان کا اگر due ہے تو

ان کو پروموشن دیا جائے اگر نہیں ہے تو ان کو اپنی جگہے پر بھیجا جائے تا کہ یہ جو پوسٹ ہے اس کو پبلک سروس کمیشن نے دس پوسٹ کو جو واپس کیا ہے وہاں پر تو اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کو وہ میں سمجھتا ہوں واپس لیا جائے ان سے اور یہ جو بائیس لڑکے ہیں جنہوں نے امتحان پاس کیا ہے ان سب کی پوسٹنگ کیا جائے اور یہ میرے ساتھ جناب اسپیکر صاحب! آپ کے توسط سے اس اسمبلی کے ایوان کے توسط سے انجینئروں نے مجھے اپنے ڈاکومنٹس دیے ہیں اور ڈائریکٹری بھی بنائی ہے جام صاحب کے لئے میں سمجھتا ہوں یہ ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ اکھٹے جا کے ان کو دستخط کروائے اور وہ پوسٹنگ کے لئے سروس کمیشن کو پابند کرے کہ ان بائیس کے بائیس کو رکھا جائے نہیں تو سترہ کو تو رکھے پھر دوسرے اگر ہوتے تو دوسروں کو بھی کھپایا جائے۔شکریہ!

<u>جناب اسپیکر</u>:okمہربانی شکریہ۔جی

<u>سید شیر جان بلوچ (وزیر جی ڈی اے)</u>: جناب! میرے دور میں گوادر ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں ایک سوستر طلبا کو ٹریننگ کے لئے اسلام آباد اور کراچی بھیجا گیا وہ اس وعدے کے ساتھ جب ایک سوستر بچے ٹریننگ کر کے واپس جائیں گے ان کو پورٹ یا جی ڈی اے یا بی سی ڈی یا دوسرے اداروں میں کھپایا جائے گا لیکن دو سالوں سے انہوں نے ٹریننگ کر لی اور ادھر بھی ہڑتال اور جلسے جلوس کر رہے ہیں بھوک ہڑتال کر رہے ہیں ان کو کوئی نہیں کھپا رہا ہے۔

<u>جناب اسپیکر</u>:ok۔جی اکبر مینگل!

<u>محمد اکبر مینگل</u>: جناب اسپیکر! بہت شکریہ آپ نے انتہائی اہمیت کی حامل تحریک التوا پر بحث کرنے کا موقع فراہم کیا ہے جہاںتک بھوک ہڑتال ختم ہونے کا سلسلہ ہے یہ کسی مسئلے کا حل نہیں ہے ہم سمجھتے ہیں ہمیں اس مسئلے کا مستقل حل ڈھونڈنا چاہیئے اکیسویں صدی میں کسی بھی قوم کو داخل ہونے کے لئے انجینئرز پر دارومدار کرنا میں سمجھتا ہوں بہت اہمیت کا حامل ہے اس وقت تقریباً ساڑھے گیارہ سو کے قریب ہمارے انجینئرز بے روزگار ہیں اور دردر مارے پھر رہے ہیں یہ ان کا پہلا بھوک ہڑتال نہیں تھا بلکہ اس سے پہلے بھی وہ بھوک ہڑتال پر بیٹھے تھے ہمارے وزیراعلیٰ صاحب اور دوسرے وزیروں نے ان کو یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ اس سلسلے میں کچھ کریں گے اس سلسلے میں میرے پاس کچھ ڈاکومنٹ جو میں آپ کے

حوالے کروں گا وزیر اعلیٰ نے جن کو یقین دہانی کرائی تھی ڈھائی سو کے قریب کہ پوسٹ خالی کر کے دیں گے لیکن ہمارے پرنسپل سیکرٹری صاحب وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں جو اختیارات کا affix جو ہے ان کے اختیارات انہیں حاصل ہیں اس نے ان کو deny کیا refuse کیا اور واپس کر دیا جناب اسپیکر! خضدار انجینئرنگ یونیورسٹی جو آپ نے کھول رکھی ہے جو کہ ہر سال میں تقریباً تین سو انجینئرز فارغ کرتا ہے اگر ہم یہ ضمانت نہیں دے سکتے ہیں انجینئرز کو کھپانے کا تو میرے خیال میں اس ادارے کو چلنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے اس کو بند ہونا چاہیئے اس وقت این ایچ اے میں ہمارے دعویدار یا میگا پراجیکٹ کے دعوے کرتے ہیں کہ بلوچستان ایک ترقی کا دور ہے اور ہم اس پر اربوں روپے خرچ کرتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ این ایچ اے پر اربوں روپے خرچ کر رہے ہیں پاکستان کے دوسرے بڑے بڑے پراجیکٹ ہیں جن کا یہاں پر ذکر کیا ہے قلات سے چمن تک کا این ایچ اے کا پراجیکٹ ہے کیا اس میں ہمارے انجینئرز کی تعداد کتنی ہے چھ بلوچ اور پشتون مقامی لڑکے تھے ان کو بھی فارغ کر دیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں وفاقی اداروں کی جانب سے چاہے وہ این ایچ اے ہو یا پی ٹی وی ہو، پی ٹی وی کا حال بھی یہی ہے کچھ ہمارے مقامی انجینئرز تھے ان کو فارغ کر دیا گیا ہے جو اس وقت ہمارے پاس آئے تھے اور اس کے علاوہ ہمارے بہت سے منسٹر صاحبان کے محکمے جو ہیں انجینئرز سے تعلق رکھتے ہیں جس میں سی اینڈ ڈبلیو ہے جس میں پی ایچ ای، اریگیشن، لوکل گورنمنٹ ہے جس میں ہماری گوادر ڈیولپمنٹ اتھارٹی بھی ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ ان کا فرض بنتا ہے نوکری دیں اور جو 1991 سے لے کر اب تک کوئی بھی سیٹ انہوں نے انجینئرز کے لئے creat نہیں کی ہے ہر سال ان کے لئے creat ہونا چاہیئے ان کو کھپانے کا عمل جاری رہنا چاہیئے تو آج یہ نوبت نہیں پہنچتی لیکن ہم آج دیکھ رہے ہیں خضدار انجینئرنگ یونیورسٹی ایک پولٹری فارم کی طرح نکالتا جا رہا ہے اور ہم یہاں ان کو سنبھال نہیں پا رہے ہیں اس صوبے کا سب سے بڑا ادارہ ہے اور ہم ان کے لئے ذمہ دار ہیں کہ ہم تمام محکموں کو پابند کریں کہ تمام محکمے جو ہیں ہر سال نئی نئی پوسٹ نکالنے کے لئے باقاعدہ پابند ہو جائیں میں سمجھتا ہوں اور پبلک ہیلتھ کے منسٹر سے ہماری بات ہوئی ہے وہ خود کہتے ہیں کہ نئے ڈسٹرکٹ بنے ہیں نئے ڈسٹرکٹ کے لئے ان کو انجینئرز چاہیئں جب کہ انہوں نے سی ایم سے بات کی ہے اور کابینہ میں مسئلہ اٹھایا ہے لیکن اس پر کوئی دھیان نہیں دیا جا رہا ہے اس وقت

لوکل گورنمنٹ کا سسٹم ہے نیا سسٹم آیا ہے پہلے ایس ڈی او ڈسٹرکٹ میں بیٹھتا تھا وہ پورے محکمے کو چلاتا تھا آج وہی ایس ڈی او ہر محکمے کا تحصیل لیول پر بیٹھتا ہے چار چار ایس ڈی او او تحصیل لیول پر بیٹھتے ہیں ہمیں مزید ایس ڈی او کی ضرورت ہے مزید انجینئرز کی ضرورت ہے تو پھر کیا بات ہے vacant seat ہم vacant نہیں کر پا رہے ہیں اس وقت ہم ڈیمز بنانے پر روڈز بنانے پر کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں اگر ہم ڈھائی سو انجینئرز کو لگاتے ہیں ان پر ہمیں تین کروڑ روپے خرچ کرنے پڑیں گے کیا ہمارے بجٹ میں ان ترقیاتی کاموں کے لئے جن کی ایک سال کے لئے کوئی ضمانت نہیں ہوتی ہے بارش ہوتی ہے سیلاب آتا ہے جن کو بہا کر لے جاتا ہے اتنے خاندانوں کو ہم کیوں بے روزگار کر رہےہیں ہمیں چاہئے جب ہم بجٹ بنا رہے ہوں ہم اس بات کا پابند ہوں اور ہر محکمے کو باقاعدہ اس کے لئے پابند بنائیں کہ وہ اپنے بجٹ میں کم از کم اپنے انجینئرز کے لئے رکھے کسی بھی محکمے کو چلانے کے لئے انجینئرز مشینری کا کام دیتے ہیں اور اس کو باقاعدہ پابند بناتے ہیں اور اس کو ریگولر کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں 1991 سے اب تک انجینئرز کے لئے کوئی vacancy پیدا نہیں کی گئی ہے اس کی ذمہ دار ہماری حکومت کے وہ دوست ہیں جو ٹریژری بنچز سے تعلق رکھتے ہیں اس کے علاوہ ہم اپنے آپ کو بھی ذمہ دار ٹھہراتے ہیں کیونکہ ہم اس صوبے کے سب سے بڑے ادارے سے تعلق رکھتے ہیں اس کے لئے قرارداد پاس کرانی چاہئے بلکہ اس کو صرف اس حد تک نہیں رکھنا ہے ایک قرارداد یہاں سے پاس ہونی چاہئے جو صوبائی حکومت کو اس بات کا پابند بنائے کہ آپ کے جتنے بھی انجینئرنگ کے شعبے سے تعلق رکھنے والے محکمے ہیں گوادر ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لڑکے تھے جن کا شیر جان صاحب نے ذکر کیا ہے ڈھائی سو لڑکوں کو انہوں نے train تو کیا لیکن ملازمت نہیں دے رہے ہیں اس کے بعد کوسٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے اس نے آج تک کوئی مقامی لڑکا نہیں رکھا ہے اس کے بعد ہمارے سی اینڈ ڈبلیو کے منسٹر صاحب ہیں وہ خود اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ مجھے انجینئرز کی ضرورت ہے باقاعدہ پیپر میں اس کے یہ بیانات بھی آچکے ہیں پی ایچ ای کے منسٹر صاحب سے میں اور زیارتوال صاحب کل پرسوں ملے تھے وہ خود کہتے ہیں کہ مجھے انجینئرز کی ضرورت ہے ان تمام محکموں کو جب اس کی ضرورت ہے اور جب پیسہ ہے جہاں ہم بڑے کاموں پر اربوں روپے خرچ کرتے ہیں جن کے دو سال یا تین سال رہنے کی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی ہے

کیوں وہ پیسہ ہم ایسی چیزوں پر خرچ نہیں کرتے ہیں جہاں پر اس ملک اور قوم کے مستقل کا دار مدار ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی ذمہ داری ہوتی ہے اس کو قرارداد کی شکل میں پاس کریں۔ بہت شکریہ!

جناب اسپیکر: مہربانی مینگل صاحب! لانگو صاحب!

اختر حسین لانگو: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! کہ آپ نے مجھے اس اہم مسئلے پر بات کرنے کے لئے فلور دیا ہے جناب! میں بہت ہی مختصر الفاظ میں عرض کروں گا کیونکہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں ہے پورے بلوچستان کے لوگوں کو اس مسئلے کے بارے میں علم ہے اس میں زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں صرف کچھ گزارشات ہیں جناب! جیسے ساتھیوں نے کہا ہے اور رحیم زیارتوال صاحب نے بھی کہا ہے کہ ہم کروڑوں اور اربوں روپے کے پراجیکٹ تو دیتے ہیں لیکن ان کو سنبھالنے کے لئے مہینے میں کوئی چھ ہزار روپے سات ہزار روپے کا کوئی ٹیکنیکل آدمی ہمارے پاس نہیں ہیں نہ ٹھیکیداروں کے پاس جو انجینئرنگ کونسل کی requirment ہے اس کے مطابق انجینئرز ہیں سارے کے سارے پراجیکٹ منشیوں پر ان پڑھ لوگوں کے رحم وکرم پر چل رہے ہیں جہاںتک ٹھیکیداروں کی رجسٹریشن کا تعلق ہے جناب اسپیکر! اس میں بھی یہی ہے۔

جناب اسپیکر: عبدالرحمٰن جمالی صاحب آپ چھٹی کر رہے ہیں یہ آخر میں ہے آپ ذرا تشریف رکھیں۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی و پارلیمانی امور): پانچ منٹ میں واپس آرہا ہوں۔

جناب اسپیکر: چلو ٹھیک ہے۔ جی

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس میں بھی جو ہمارے انجینئرز کے ساتھ سلوک روا رکھا گیا ہے وہ کارفرما ہے یہی بے روزگار انجینئرز آٹھ ہزار چھ ہزار روپے لیکر اپنی ڈگری کی فوٹو کاپیاں ان ٹھیکیداروں کو دیتے ہیں وہ وہاں سے اپنی رجسٹریشن کرا کے باقی کام منشیوں سے اور ان پڑھ لوگوں سے لیا جاتا ہے وہ سارا کام چلاتے ہیں جناب اسپیکر! اگر ان کو روزگار ملیں گے تو ٹھیکیداروں کی بھی باقاعدہ مجبوری بن جائے گی کہ وہ تنخواہ دے کر انجینئرز کو appoint کریں گے ان کو بھی پابند کیا جائے۔ صرف ڈگری رکھنے سے ان کو کام پر اجازت انجینئرنگ کونسل سے مل جاتی ہے جیسے ہمارے جتنے پروجیکٹس ہیں اس وقت حالیہ بارشوں کے بعد آپ کے کوئٹہ سے چار روڈیں نکلتی ہیں زیارت، چمن، چاغی، سبی، اور قلات جس روڈ پر

آپ کی مرضی، آپ چلے جائیں کوئی ایک روڈ آپ کو ثابت نہیں ملے گی جتنے پروجیکٹس تھے وہ اس بارش کی نظر ہیں سب کے سب ضائع ہو گئے جناب اسپیکر! ایک تو یہ ہے کہ ٹھیکیداروں کو پابند کیا جائے جن کو ملازمتیں دینی چاہئیں دوسری بات یہ ہے کہ جب کابینہ کے وزراء مجھے سمجھ نہیں آتی ہے اس بات کی کہ جب ایک کمیٹی بنائی گئی انجینئرز ساتھیوں کی جانب سے میں اس کمیٹی میں شامل تھا ہم گئے تھے مولانا عبدالباری صاحب کے پاس آغا فیصل کے پاس میں خود گیا تھا اور آغا فیصل نے خود کہا تھا کہ میرے محکمے میں 200 پوسٹوں کی گنجائش ہے۔ اور مولانا باری صاحب نے 100 سے زیادہ پوسٹوں کی یقین دہانی کرائی تھی کہ مجھے ضرورت ہے اور ہم اس کمیٹی کے ساتھ تھے۔ جب سی ایم صاحب سے ملاقات کی تو اس وقت بھی آغا فیصل اور مولانا باری ہمارے ساتھ تھے اس کمیٹی میٹنگ میں جہاں پر سی ایم صاحب اور سیکرٹری صاحبان بھی بیٹھے ہوئے تھے ان کے سامنے انہوں نے کہ ہمیں انجینئرز کی ضرورت ہیں لیکن سمجھ میں نہیں آتی کہ بار بار جو معاملہ کابینہ میں چلا جاتا ہے یا سی ایم کی تاریک گلیوں سے جب سمری گزرتی ہے تو نکلتے وقت reject ہو کر کیوں نکلتی ہے یہ بات آج تک مجھے سمجھ نہیں آئی میں اس معاملے میں کچھ نہیں کہوں گا چونکہ آپ بھی ہمارے ساتھ تھے بحثیت کسٹوڈین کے اسکو باقاعدہ قرارداد کی صورت میں پاس کیا جائے اور گزارش اسمبلی سے یہی ہے کہ اس دفعہ اس معاملہ کا مستقل حل ڈھونڈا جائے جناب اسپیکر! روز روز کا تماشہ بند ہونا چاہیے روز یہ بھوک ہڑتال کریں میں آپ یا گیلو صاحب ان کو جوس پلانے کے بعد اپنے گھروں سو جائیں اور یہ چار دن بعد دوبارہ بھوک ہڑتال پر چلے جائیں اس تماشے کو اب بند ہو جانا چاہیے کہ آپ اس کو خود سی ایم سے یا کابینہ سے مل کر اس قرارداد کی لاج رکھیں جناب اسپیکر! اسی طرح کی ایک اور قرارداد اگر آپ کو یاد ہو کہ ہم نے منظور کی تھی چاہیے تھا کہ انکو مستقل کیا جاتا بجائے مستقل کے ان کو نکال دیا گیا تو گزارش ہے کہ جناب اسپیکر! ہماری قراردادوں کی اہمیت باقی نہیں رہی ہماری قراردادوں پر کسی کو بھروسہ نہ رہا اس اسمبلی کے فیصلوں پر کسی کو بھروسہ نہیں رہا تو آپ سے گزارش ہے کہ اسمبلی کا وقار بلند کرنے کیلئے اس کو آپ قرارداد کی صورت میں پاس کر کے اس پر عمل درآمد کیا جائے شکریہ جناب اسپیکر!

<u>جناب اسپیکر:</u> جی سردار اعظم موسیٰ خیل! آپ بولیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: شکریہ جناب اسپیکر! کہ آپ نے مجھے تحریک التوانمبر 11 پر بولنے کا موقع دیا اور ساتھیوں نے اس پر بڑی تفصیل سے بات کی تو جناب اسپیکر! یہ صوبہ ایک چوٹا سا صوبہ ہے گونا گوں مسائل کا شکار ہے یہاں پر بیروزگاری آسمان پر پہنچ گئی ہے سی اینڈ ڈبلیو کو آپ لے لیں وہاں پر بیروزگار انجینئرز آپ ملیں گے اس طرح ایریگیشن کو آپ لے لیں وہاں پر بیروزگاروں کی ڈھیر لگی ہوئی ہیں۔ اسی طرح زراعت کو بھی آپ دیکھیں گے تو جناب اسپیکر صاحب! گزارش یہ ہے کہ تحریک التوا جو بحث کیلئے پیش کی گئی ہے اسکو مکمل قرارداد کی شکل دیا جائے تا کہ قرارداد کے ذریعے سے یہ بات یقینی ہو جائے کہ یہاں پر جتنے بھی بیروزگار جس بھی ڈیپارٹمنٹ میں ہیں اس کو روزگار مہیا کیا جاسکے جناب اسپیکر صاحب! دوسری گزارش میری یہ ہے کہ وفاق میں صوبہ بلوچستان کا جو بھی کوٹہ ہے وہ بھی ہمیں ملنا چاہیے۔ جب یہ قرارداد منظور ہو جائیگی اور وہ کوٹہ ہمیں مل جائے گا تو جناب اسپیکر! کسی حد تک ہم قابل ہو جائیں گے کہ بیروزگاروں کو ہم کھپا سکیں گے جناب اسپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہر حوالے سے ہمارے ساتھ یہاں پر زیادتی ہو رہی ہے وسائل ہمارے زیادہ ہیں اگر ہمارے یہ وسائل ہماری سرزمین کے باشندوں کیلئے استعمال ہو جائے یہ سب کچھ ہمیں کافی ہے جناب اسپیکر صاحب! گزارش یہ ہے کہ قرارداد کی شکل میں منظور ہو اور وفاق ہمیں ہمارا جو کوٹہ ہے وہ ہمیں دیا جائے شکریہ!

جناب اسپیکر: جی جعفر خان صاحب آپ بولیں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب اسپیکر! بیروزگاری کا مسئلہ ہمارے بلوچستان میں شدید ہوتا جا رہا ہے جب ہم حلقوں میں جاتے ہیں تو وہ تنگ کرتے ہیں آپ خود گئے ہیں اپنے علاقے میں بھی ادھر کوئٹہ میں بھی صبح وشام یہی بیروزگاری کا مسئلہ ہے اس کیلئے میرے خیال میں گورنمنٹ کو کوئی پالیسی بنانی چاہئے کہ کس طرح اس بیروزگاری کو چاہے پرائیوٹ سیکٹر چاہے organizations کریں چاہے گورنمنٹ میں کریں کچھ نہ بیروزگاری کا حل نکالنا ہوگا ورنہ اگر نوجوانوں کو کوئی موقع نہیں ملے گا کام نہیں ملے گا وہ مجبوراً آخر جرائم کے اوپر آجائیں گے اور وہ ایک نیگیٹو راستے پر لگ جائیں گے پھر شاید یہی لوگ روڈوں پر چوریاں بھی کریں اور ڈاکے بھی ڈالیں آج سی ایم کے پاس جاتے ہیں انہوں نے وعدہ بھی کیا ہے میں نے خود اخبار میں پڑھا اس دن ایگریکلچر والے بھی آئے تھے میں 1998 میں ایگریکلچر منسٹر تھا اس وقت ان

لوگوں کو پٹ فیڈر میں لگا دیا تھا لیکن دوسری گورنمنٹ جب آئی تو ان لوگوں کو نکال دیا وہی لوگ آج تک بیروزگار پھر رہے ہیں کل جب اس کی a g e اوپر ہوجائے گی تو اس کو گورنمنٹ بھی accommodate نہیں کرسکتی ہے پرائیویٹ سیکٹر میں اگر اتنے وہ پیدا نہیں ہوئے ہیں کہ اس میں لوگوں کو کھپایا جاسکے اس کو گورنمنٹ سیریس لینا چاہیے جناب اسپیکر! اگر چیف منسٹر آتا ہے تو اسمبلی کی ایک کمیٹی بنادیں یا اسمبلی کی کوئی سب کمیٹی اس کے اوپر بنادیں تو اسکو کس طرح کنٹرول کیا جائے جناب! یہ ہمارے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے کہ ہمارے صوبے کے لوگ بیروزگار ہیں ان کیساتھ کھانے کے پیسے نہیں ہیں مہنگائی آسمان پر چڑھی ہوئی ہے تو ان چیزوں کو حل کرنے کیلئے گورنمنٹ کو کوئی پالیسی بنانی چاہیے بقایہ ہا گر ایک روڈ رہ بھی جاتی تو خیر لیکن اس سے زیادہ ضرورت ہم کو یہ کہ ہم بیروزگاری پر کنٹرول کریں اور یہ اہم نوعیت کا مسئلہ ہے اس پر سنجیدگی سے سوچ کے ہم اس کو کس طرح سے حل کریں مہربانی جناب اسپیکر!

<u>جناب اسپیکر:</u> مشترکہ تحریک التوا پر عام بحث مکمل ہوئی اس کو قرارداد کی شکل دینی ہے۔

<u>عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ:</u> جناب اسپیکر! یہ قرارداد ہو لیکن اس میں ان الفاظ کا اگر اضافہ ہو کہ مرکز میں جو ہمارے انجینئرز کا کوٹہ ہے وہ بحال بھی ہو اور اس پر عمل درآمد بھی ہو۔

<u>جناب اسپیکر:</u> آیا مشترکہ تحریک التوا نمبر ۱۱ کو قرارداد کی شکل میں منظور کیا جائے۔ جو منظوری کے حق میں ہیں وہ ہاتھ اٹھائیں مشترکہ تحریک التوا نمبر 11 قرارداد کی شکل میں منظور ہوئی۔ آج تو جمعہ بھی ہے اور کارروائی پوری ہوگئی لیکن آج ایجوکیشن کے حوالے سے سوالات بھی ہم نے مؤخر کئے ہیں کیونکہ منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں۔

<u>عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ:</u> جناب اسپیکر! ایجوکیشن کے حوالے سے بحث تو ہونی تھی چونکہ ہمارے منسٹر موجود نہیں ہیں جام صاحب بھی سینئر وزیر صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔

<u>جناب اسپیکر:</u> اب اسمبلی کا اجلاس مورخہ 30 رمئی 2005 صبح 10 بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اسمبلی کی کارروائی 12 بجکر 5 منٹ پر اختتام پذیر ہوئی۔

☆☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

﴿زیر صدارت جناب اسپیکر الحاج جمال شاہ کاکڑ﴾

اجلاس منعقدہ 27 مئی 2005ء بمطابق 18 ربیع الثانی 1426 ہجری بروز جمعہ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	آغاز تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔	1
2	وقفہ سوالات۔	3
3	رخصت کی درخواستیں۔	3
4	مشترکہ تحریک التوا نمبر 5 منجانب محمد اکبر مینگل۔	6
5	قرارداد نمبر 65 منجانب عبدالرحیم زیارتوال ایڈووکیٹ۔	10
6	قرارداد نمبر 102 منجانب سردار محمد اعظم موسیٰ خیل۔	12
7	مشترکہ قرارداد نمبر 111 منجانب اختر حُسین لانگو۔	13
8	قرارداد نمبر 113 منجانب جان محمد بلیدی۔	14
9	باضابطہ شدہ مشترکہ تحریک التوا نمبر 11 پر عام بحث۔	16